تبصرے

☆ تبصرے کے لیے کتاب کی دو کاپیاں لازماً ارسال کریں۔
☆ ضروری نہیں کہ ہر کتاب پر تبصرہ شائع ہو۔
☆ تبصرے کے لیے تقاضا کر کے شرمندہ نہ کریں۔
☆ کتاب کسی بھی صورت میں واپس نہیں کی جائے گی۔

نام کتاب : ممتاز مفتی حیات اور ادبی خدمات

مصنف : ڈاکٹر ریحان حسن
ضخامت : 600 صفحات
قیمت : 500/روپے
ناشر : عرشیہ پبلی کیشنز، دلشاد کالونی، دہلی
مبصر : پروفیسر شمیم نکہت

اردو فکشن سے دلچسپی رکھنے والا شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو 'علی پور کا ایلی' سے واقف نہ ہو۔ یہ کتاب ہے ہی ایسی کہ مصنف کا نام معلوم ہو یا نہ ہو کتاب کا نام ہر ایک کو ضرور معلوم ہوگا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کو صرف افسانہ نگاری تک محدود نہیں رکھا بلکہ ناول بھی لکھا، سفرنامے اور خاکے بھی لکھے، انشائیہ نگاری بھی کی اور ہر صنف میں اپنا ایسا نقش قدم چھوڑ گئے جس کو نظر انداز کر کے اردو نثر کی تاریخ آگے نہیں بڑھ سکتی۔

'ممتاز مفتی: حیات اور ادبی خدمات' ممتاز مفتی کے کارناموں کا ایک تفصیلی اور تنقیدی جائزہ ہے۔ ڈاکٹر ریحان حسن نے اس کتاب میں پہلی بار ان کے ادبی کارناموں پر تجزیہ کر کے اردو افسانہ میں ان کے مقام کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب ممتاز مفتی کے کارناموں پر پہلی کتاب ہے اس سے پہلے ان پر ایک دو مضامین تو لکھے گئے لیکن ہندوپاک میں کہیں بھی کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا کہ جس سے صحیح معنی میں ان کی ادبی اہمیت کا اندازہ ہوتا۔

ڈاکٹر ریحان حسن نے بڑے سلیقے سے اپنے مطالعے کو ترتیب دیا ہے۔ پہلے باب میں انہوں نے ان کی زندگی اور خاندانی حالات کا جائزہ لیا ہے۔ ممتاز مفتی نے ناول تو دو ہی لکھے ہیں جو سوانحی ناول علی پور کا ایلی اور الکھ نگری ہیں لیکن افسانے بہت لکھے ہیں جس کے تقریباً نو مجموعے ملتے ہیں۔ ممتاز مفتی کے افسانہ نگاری کا زمانہ وہی ہے جو عصمت، بیدی، منٹو، مجنوں، نیاز فتح پوری کا ہے۔ لیکن ممتاز مفتی کے افسانوں اور عصمت، بیدی اور منٹو کے افسانوں میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔ مفتی انسانی لاشعور کی بات کرتے ہیں جب کہ منٹو اور عصمت کا موضوع سماجی حقیقت نگاری ہے۔ ڈاکٹر ریحان حسن نے اردو افسانے کے پس منظر میں ممتاز مفتی کے افسانوں کا تجزیہ کیا ہے اور ان کے افسانوں کے پیچھے انسانی نفسیات کا بڑا اچھا جائزہ لیا ہے۔ ڈاکٹر ریحان حسن نے ممتاز مفتی کے افسانوں کے علاوہ سفر ناموں، انشائیوں اور خاکہ نگاری سے بحث کی ہے۔

ممتاز مفتی نے بہت سے خاکے لکھے ہیں۔ یہ اتفاق ہے کہ ان کی خاکہ نگاری پر ابھی تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا تھا۔ ممتاز مفتی کے خاکوں کے کئی مجموعے شائع ہوئے جن کے ناموں سے ہی مفتی کی تحریر کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کا پہلا مجموعہ 'پیاز کے چھلکے' اور دوسرا 'اوکھے لوگ' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ بھی مجموعے شائع ہوئے لیکن انسانی شخصیت کے اظہار یا اس کی تہہ داری کے بیان کے لیے پیاز کے چھلکے سے بہتر نام نہیں ہوسکتا تھا۔ اس میں انہوں نے قدرت اللہ شہاب، میرا جی، ابن انشا جیسے اپنے عہد کے اہم لوگوں کے خاکے لکھے ہیں۔ ان خاکوں کی خصوصیت یہ ہے کہ جن لوگوں نے قدرت اللہ شہاب، میرا جی اور دوسرے لوگوں کو نہیں دیکھا ہے۔ انہیں ان خاکوں میں ان سے ملنے اور بات کرنے کا لطف آئے گا۔

ڈاکٹر ریحان حسن نے ان کے انشائیوں کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے اور انہوں نے غبارے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے مشمولات میں خاکے ضرور ہیں لیکن زیادہ تر اس میں مضامین ہیں جنہیں خاکوں میں نہیں شمار کیا جانا چاہئے اسی لیے انہوں نے غبارے کا تجزیہ ان کے مضامین کی شکل میں کیا ہے۔ اس طرح مجموعی حیثیت سے ممتاز مفتی کی شخصیت اور ان کے کارناموں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر ریحان حسن نے اس وسیع موضوع کا احاطہ جس خوبصورتی اور جس تحقیقی وتنقیدی بصیرت کے ساتھ کیا ہے وہ قابل مبارکباد ہے۔

نام کتاب : پچھلی پیت کے کارنے

شاعر : خورشید اکرم
ضخامت : 120 صفحات
قیمت : 200 روپے
ناشر : عرشیہ پبلی کیشنز، دلشاد کالونی، دہلی۔ 95
مبصر : اسرار گاندھی

'پچھلی پیت کے کارنے' خورشید اکرم کی شاعری کا پہلا مجموعہ ہے۔ جو 57 عشقیہ نظموں پر مشتمل ہے۔

میں انھیں ایک کہانی کار کی حیثیت سے جانتا تھا، کبھی کبھاران کی نظمیں ضرور پڑھی تھیں۔ لیکن میں سمجھتا تھا یہ نظمیں صرف منھ کا ذائقہ بدلنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے میں نے ان کی شاعری کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ اب جب کہ یہ مجموعہ میرے سامنے ہے تو پہلے والے خیال کی نفی اپنے آپ ہو جاتی ہے۔ لیکن کئی سوال ضرور سامنے آجاتے ہیں کیا بغیر شاعری خورشید اپنی ادبی کاوشوں کو ادھورا محسوس کررہے تھے؟ کیا وہ تمام باتیں جو وہ کہنا چاہتے تھے اپنی کہانیوں میں نہیں کہہ پا رہے تھے اور اس کے لئے شاعری کی ضرورت پڑی؟ کیا راست گوئی صرف شاعری کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے؟ کیا فکشن صرف فکشن ہوتا ہے قاری کو کچھ وقتوں کے لئے ہی متزلزل کرتا ہے؟ یہ سوال اور ایسے بہت سے دوسرے سوال۔

یہ تمام نظمیں ان کی زندگی میں پورے طور پر شریک ہیں۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ نظمیں صرف ان کی ہی شریک زندگی نہیں ہیں بلکہ قاری اسے اپنی آواز کے طور پر بھی محسوس کرے گا اور قاری کو یہ نظمیں اپنی زندگی کی بازگشت جیسی لگیں گی۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو تمام عالم میں یکساں طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ نظمیں دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھے ہوئے انسان کو سنائی جائیں، وہ بھی یہی محسوس کرے گا کہ کوئی اس کے راز دل کو پا گیا ہے اور اس کی ہی باتیں کر رہا ہے۔ اسی لئے میں